خوفِ الٰہی

{اثرات و ثمرات}

تالیف

مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہٗ العالی

صاحبزادہ وجانشین سلطان العارفین حضرت

شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad
B.Tech. Computer Science
H.No. 19-1-436/A/88
Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

خوفِ الٰہی

{اثرات و ثمرات}

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت
برکاتہم
صاحبزادہ و جانشین سلطان العارفین حضرت
شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad.
B.Tech. Computer Science
H.No. 19-1-436/A/88
Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب :خوفِ الٰہی

مؤلف :حضرۃ مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہٗ

صفحات :۲۰

تعداد :ایک ہزار

سنہ اشاعت :رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ م دسمبر ۲۰۰۰ء

کتابت وطباعت : شکیل کمپوزنگ سنٹر و عالش آفسیٹ پرنٹرس
متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔ ۳۶
فونس 9346338145 ,9391110835

قیمت :-/10 روپے

بہ اہتمام Md. Abdullah Asad
B.Tech. Computer Science
H.No. 19-1-436/A/88
Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

ملنے کے پتے

☆ ۱۔ مسجد عالمگیری، شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد

☆ ۲۔ بمکان حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب مدظلہٗ
19-4-281/A///39/1 ،محلہ نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد۔ ۵۳
فونس : 24474680, 9866795904

☆ ۳۔ بمکان حضرۃ مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مدظلہٗ
13-5-600/43 ،محلہ ٹپہ چبوترہ، حیدرآباد۔

فہرست مضامین

پیش لفظ	۴
خوف کا عرفی اور شرعی مطلب	۵
خوفِ الٰہی احادیث کی روشنی میں	۷
خوفِ الٰہی کا عظیم فائدہ	۱۰
خوف کا مرتبہ اور حکم	۱۰
مثال	۱۰
کتنا خوف مطلوب ہے؟	۱۱
چند، اللہ سے ڈرنے والے	۱۲
روایت عثمانی	۱۲
خوف کی دو قسمیں	۱۴
ڈرنے والوں کے حالات	۱۵
چند اہم واقعات	۱۵
خوفِ الٰہی پیدا کرنے مراقبہ اور طریقہ	۲۰

پیش لفظ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہیکہ کسی چیز کی فضیلت کیلیئے یہ دیکھنا ہے کہ وہ دیدار الٰہی کی سعادت تک پہونچانے میں کس حد تک مدد کرتی ہے، کیونکہ بندہ مومن کا مقصد یہی سعادت کا حصول ہے اسلیئے جو چیز جسقدر مدد کرے گی اسی قدر اسکی فضیلت ہوگی اور یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ اس سعادت کا حصول بغیر محبت کے ممکن نہیں اور محبت معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور معرفت کا حصول ذکر وفکر کی مداومت کے بغیر نہیں اور ذکر وفکر کی مواظبت کے لئے قلب کا دنیا سے بے تعلق ہونا ضروری ہے اور دل کا تعلق دنیا سے اسی وقت منقطع ہوسکتا ہے، جب بندہ دنیا کی لذات اور شہوات ترک کردے، شہوات کا ترک کرنا اسوقت تک ممکن نہیں جب تک ان کا قلع قمع نہو اور لذات وشہوات کو ختم کرنے کیلیئے خوف الٰہی کی ضرورت ہے۔ اس کی تفصیلات اور مختلف مقامات پر کئے گئے بیانات کی تلخیص بصورت تالیف پیش ہے۔

مولف

شاہ محمد کمال الرحمٰن

خوفِ الٰہی

خوف کا عرفی اور شرعی مطلب

طبیعت پر کسی ناگوار بات کا اندیشہ خوف ہے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ پیش آنے والے کسی حادثہ یا واقعہ کا خیال ستائے اور دل تکلیف محسوس کرے۔ اور شرعی اعتبار سے احتمال عذاب اور اسکا شدید احساس ہے کہ ہوسکتا ہے کہ میری فکر غلط ہو اور حق تعالیٰ گرفت فرمالے اور میرے عمل ناقص اور غلط ہوں اور اس پر حق تعالیٰ عذاب دیں۔ اتنا خوف تو عموماً سبھی مسلمانوں کو ہوتا ہے اتنا درجہ مامور بھی ہے اور اسکا بندہ مکلّف بھی۔ اور یہ معمولی درجہ کی بات نہیں بلکہ شرط ایمان ہے۔

ڈر کی قسمیں: ایک خوف وہ ہے جو افتاد طبیعت سے ہوتا ہے یا باعث حاکم ہوتا ہے یا سانپ، بچھو سے ہوتا ہے یا شیر اور درندوں سے ہوتا ہے، یہ خوف طبعی ہے یہ معیوب نہیں۔

وہ خوف جو شریعت میں مطلوب ہے وہ خوف عقلی اور خوف قلبی ہے۔ شائد مجھے عذاب ہو اس کا احتمال اور احساس اور خیال خوف عقلی ہے اور خوف طبعی حضرات انبیاء کو بھی ہوسکتا ہے، مگر نصوص و آیات میں غیر اللہ سے نہ ڈرنے اور اللہ ہی سے ڈرنے کا جو حکم ہے وہ خوف عقلی اور خوف قلبی ہے۔

خوف حق قرآن سے: سورۂ انبیاء میں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کیلئے کتاب اور روشنی کے دیئے جانے کا تذکرہ کرنے کے بعد اہل تقویٰ لوگوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ یعنی وہ

پرہیزگار لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور انھیں قیامت کا خوف لگا رہتا ہے قیامت کا ڈر ان میں اسلیئے ہے کہ وہ خدا کا ڈر رکھتے ہیں۔

سورۂ ملک میں خدا سے ڈرنے والوں کیلیئے بڑی بشارت آئی ہے ارشاد ربانی ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ کَبِیۡرٌ بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کیلیئے معفرت اور اجر عظیم اور بڑا ثواب ہے۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ یعنی اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے اس جگہ اللہ تعالی کے نام یا کسی دوسری صفت کے بجائے صفت رب کے انتخاب کرنے میں اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ تعالی سے خوف کا جو حکم ہے یہ وہ خوف نہیں جو کسی درندہ یا دشمن سے عادۃً ہوا کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی تو تمہارا رب اور پالنے والا ہے، اس سے اسطرح کا کائی خطرہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ خوف سے مراد اس جگہ وہ خوف ہے جو اپنے بڑوں اور بزرگوں کی عظمت وہیبت کی وجہ سے ہونا لازم ہے، جیسے بیٹا اپنے باپ سے شاگرد استاد سے ڈرتا ہے، وہ کوئی اسکا دشمن یا ضرر پہونچانے والے نہیں، مگر ان کی عظمت وہیبت دلوں میں ہوتی ہے، وہی ان کو باپ اور استاذ کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے یہاں بھی یہی مراد ہیکہ اللہ تعالی کی عظمت وہیبت تمھارے قلوب پر حاوی ہونا چاہئے تا کہ تم اسکی مکمل اطاعت آسانی سے کرسکو انبیاء کرام علیہم السلام کے اوصاف میں سے ہے یہ بات کہ وہ اللہ کا خوف اپنے اندر رکھتے تھے۔ سورہ احزاب میں بہت واضح طور پر پروردگار عالم نے بتلایا اَلَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخۡشَوۡنَہٗ وَلَایَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا (۹۳) یعنی وہ لوگ جو اللہ کے پیغام پہونچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں کسی اور سے نہیں ڈرتے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔

خوف خشیت رکھنے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم بہت واضح لفظوں میں سورۃ لقمان میں اسطرح دیا گیا ہے۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ وَاخۡشَوۡا یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوۡلُوۡدٌ ہُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِہٖ شَیۡئًا اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ (ع ۱۳)

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے کام نہیں آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کام آئے گا اللہ کا وعدہ برحق اور سچا دنیوی زندگانی تمہیں بہکا نہ دے اور تمہیں دھوکا دینے والا دھوکا نہ دے اللہ کے بارے میں۔

خوف الٰہی احادیث کی روشنی میں

امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت نقل کی ہے اذا اقشعر قلب المومن من خشیه الله تحاتت عنه خطایاه کما تحت من الشجر و رقها یعنی جب مومن کا دل اللہ کی خشیت سے لرزتا ہے تو اس کے گناہ اسطرح جھڑتے ہیں جسطرح درخت سے پتے اسی ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے لایلج النار عبدبکی من خشیة الله حتی یعود اللبن فی الضرع یعنی وہ بندہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جو خشیت الٰہی کی وجہ سے رویا ہو یہاں تک کہ دودھ پستان میں لوٹ جائے، جسطرح دودھ کا اپنی جگہ واپس جانا محال ہے اسی طرح اللہ کے ڈر سے رونے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں

دو قطرے: ترمذی میں حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے مامن قطرة احب الی اللهمن قطرة دمع من خشیة اللهاوقطرة دم اهریقت فی سبیل الله اللہ کے نزدیک دو قطرے زیادہ محبوب ہیں ایک وہ آنسو جو خوف خدا سے نکلے اور دوسرے وہ قطرہ خون جو راہ خدا میں بہایا جائے۔

دعاء سرور کونین ﷺ: اللهم ارزقنی عینین هطالتین تسقیان القلب بزروف الدمع من خشیتک قبل ان تصیبر الدموع دما والاضر اس جمر (طبرانی ابن ماجہ) اے اللہ مجھے کثرت سے آنسو بہانے والی آنکھ عطا فرما جو آنسو بہا کر قلب کی کھیتی کو سینچے اس سے پہلے کہ آنسو خون ہو جائیں اور ڈاڑھیں چنگاریاں ہو جائیں۔

اسی طرح صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت منقول ہے کہ سات آدمی ایسے ہیں جنھیں اس دن سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی

سایہ نہ ہوگا پھر آپ ﷺ نے ان کے نام گنائے جن میں ایک وہ بھی ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روتا ہو۔

خوف ضروری کیوں؟: اسکی ضرورت اسوجہ سے ہے کہ خوف الٰہی سارے اعمال صالحہ کا سر چشمہ اور سارے گناہوں سے اجتناب کا سبب ہے اللہ کا ڈر نہ ہو تو نہ چور چوری سے رک سکتا ہے نہ ڈاکو ڈکیتی سے توبہ کر سکتا ہے نہ زانی زنا سے بچ سکتا ہے نہ بدنظر بدنظری سے محفوظ رہ سکتا ہے نہ کوئی حسد اور کینہ کے امراض سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی اور گناہ سے بچنے کی کوئی توقع کی جا سکتی ہے۔

اس کے برعکس اگر خوف ہو تو ہر بھلائی کرنے اور ہر برائی سے بچنے کی شکل آسان ہو جاتی ہے۔

خوف کے اجزاء: خوف کی حالت تین چیزوں سے مرکب ہے علم، حال، عمل۔

علم سے مراد سبب کا ادراک ہے جو برائی کے اثرات کے تعلق سے سوچنے پر مجبور کر دے مثلاً ایک شخص نے بادشاہ کی شان میں گستاخی کی یا اس کے کسی حکم سے سرتابی کی پھر وہ گرفتار کر لیا گیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اس صورت میں اسے یقیناً قتل کئے جانے کا خوف ہوگا اگر چہ یہ بھی ممکن ہے کہ بادشاہ اسے معاف کر دے یا کسی طرح وہ قید سے رہا ہو جائے لیکن اس کے قلب میں قتل کا خوف ضرور ہوگا۔

جرم کی سنگینی، بادشاہ کا انتقامی مزاج، انتقام لینے پر اکسانے والے اور برائی کے اسباب کی معرفت سے دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے اسی کا نام خوف ہے۔

اثرات و درجات: خوف کے اثر کا ادنی درجہ یہ ہے کہ آدمی حرام کاموں سے بچے۔ اور یہ ممنوعہ چیزوں سے بچنے کو ورع کہتے ہیں، اور اگر ایسے امور جو یقینی طور پر حرام نہیں بلکہ مشتبہ اور مشکوک چیزیں ہیں تو آدمی ان مشتبہ چیزوں سے بھی اپنے کو بچائے اور مشتبہات کو ترک کرے تو اس کا نام تقوی ہے۔

بعض مرتبہ بہت سی ایسی چیزوں کو بھی آدمی چھوڑ دیتا ہے جو نہ حرام ہوتی ہیں نہ مشتبہ لیکن، اشتباہ کا اندیشہ ہے تو اس درجہ کا نام صدق ہے اور شہوات کے بے محل تقاضوں کی تکمیل سے بچنے کا نام عفت ہے۔

ہدایت رحمت، علم، رضا کے انعامات: هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ (۹۲/۷) ان لوگوں کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۲۲/۲) اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اسکی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (۳۰/۲) اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

پہلی آیت میں ہدایت و رحمت دوسری آیت میں علم اور تیسری آیت میں رضا کو خائفین کے لئے مخصوص کیا گیا ہے ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ علم خوف کا ثمرہ ہے، ہدایت خوف کا ثمرہ ہے، رحمت خوف کا ثمرہ ہے، رضا خوف کا ثمرہ ہے۔

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ایمان والے ہو تو مجھ ہی سے ڈرنا، اس مذکورہ آیت میں خوف کو ایمان کے ساتھ مشروط کیا ہے اور خوف کا حکم دیا گیا اور وہ بھی بصیغہ وجوب دیا گیا اس لئے اتنا خوف فرض ہے جس سے محرمات سے بچ سکیں اور ممنوعات سے پرہیز کر سکیں۔

خاص بات: خوف انتہائی قابل قدر چیز ہے یہاں تک کہ عاقبت کو تقوی کے ساتھ مخصوص کیا گیا جیسا کہ حمد اللہ کے ساتھ مخصوص اور درود وسلام سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ مخصوص اسی طرح اللہ نے عافیت کو متقین کے ساتھ مخصوص فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وغیرہ۔

خوف الٰہی کا عظیم فائدہ

ڈاکو سزا کے خوف سے ڈاکہ نہیں ڈالتا، بچہ پٹنے کے خوف سے شرارت سے رکتا ہے، جرمانے کے خوف سے لوگ جرائم سے باز رہتے ہیں، آدمی بے عزتی کے خوف سے مجلس میں تہذیب سے بیٹھتا ہے تو خوف نہ ہو تو ملک میں امن وامان بھی نہیں رہتا معلوم ہوا کہ خوف جملہ برائیوں کی جڑ کاٹنے والا اور خوف ہی جملہ طاعات کا ذریعہ ہے من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل ان سلعة الله غالية الاان سلعة الله الجنة (ترمذی) جو ڈرتا ہے رات ہی سے چلتا ہے اور جو رات سے چلتا ہے وہ منزل پر پہونچ جاتا ہے سن لو، اللہ کا سودا گراں ہے آگاہ رہو اللہ کا سودا جنت ہے۔

خوف کا مرتبہ اور حکم

خوف کا وہ درجہ جس میں افراط ہوتا ہے جس میں مایوسی ہوتی ہے منع ہے۔ اور کبھی خوف سے بیماری، ضعف، بے ہوشی، دیوانگی اور خوف کا افراطی درجہ جو دماغ اور اعمال میں خلل ڈالے وہ بھی منع ہے۔

ہاں خوف کا اتنا حصہ مطلوب اور محمود ہے جس کے سبب انسان گناہ سے باز آئے اور مکروہات اور مشتبہات سے بچ سکے۔ اگر خوف اپنی حد اعتدال سے بھی کم ہو تو اس کے فوائد بھی بہت کم ہوں گے بلکہ فوائد مفقود ہوں گے۔

مثال

جس طرح کسی سخت جان جانور کو نرم و نازک چیز سے مارا جائے تو اس ہلکی مار سے بھلا اس کے جسم پر کیا اثر پڑے گا جب اثر نہیں ہوگا تو وہ ہماری مرضی کے موافق کام نہیں کر سکے گا، اسلئے خوف کا اتنا حصہ مطلوب ہے جو اسطرح کے مواقع پر مفید ثابت ہو سکے۔

اور اگر ضرب اتنی شدید ہو جس سے جانور ہلاک ہو جائے بیمار پڑ جائے ناکارہ ہو جائے اور امراض و عوارض پر ڈال دے اور مطلوب فوائد ملنے کے بجائے الٹا نقصانات شروع ہو جائیں تو ویسا خوف مطلوب نہیں اسی مقام پر خوف کے ان مراتب کی وضاحت

کے ساتھ ساتھ احکام کے اعتبار سے خوف کے ان دو درجوں کو یاد رکھئے تا کہ عملی فوائد حاصل ہوں۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَخَافُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یہ شرط ایمان ہے اس کا نام خوف عقلی ہے اور گناہوں کے تقاضے کے وقت وعید اور عتابوں کو یاد کر کے گناہوں سے بچے خوف کا یہ درجہ فرض ہے۔ آیات وعید اور عظمت الٰہی اور جلالی کیفیات پر غور کر کے جلال حق عتاب حق اور عذاب جہنم کو ہر دم مستحضر رکھے یہ درجہ مستحب ہے۔

کتنا خوف مطلوب ہے؟

اللہ کا خوف اتنا مطلوب نہیں جو دماغ ماؤف کر دے، اتنا خوف مطلوب نہیں جو عقل انسانی کو معطل اور بیکار کر دے، اور اتنا خوف مطلوب نہیں جس سے منشاء شریعت پورا نہ ہوتا ہو ہاں اتنا خوف مطلوب ہے جو گناہوں سے روک دے۔ اس جانب آنحضرت ﷺ کا ارشاد رہبری کر رہا ہے دعا میں ارشاد فرمایا اللھم انا نسئلک من خشیتک ماتحول به بیننا وبین معاصیک اے اللہ ہم آپ سے خوف میں سے اسقدر مانگتے ہیں کہ اس سے آپ ہم میں اور معصیت میں حائل ہو جائیں مطلقا خوف کا تذکرہ نہیں کیا گیا بلکہ من کی صراحت یہ بتلاتی ہے کہ خوف کی ایک حد ہے جو معصیت کیلئے مانع ہو۔

یہاں یہ خیال ہوسکتا ہے کہ جو شخص بیج کسی زمین میں ڈالتا ہے اور اسکی نگرانی کرتا ہے اور کھیتی کی تمام شرائط پوری کرتا ہے اس کے دل میں یہ توقع غالب رہتی ہے کہ اسکی محنت بارآور ہوگی اور کھیتی پک جائیگی متقین کا حال بھی یہی ہونا چاہئے کیونکہ انھوں نے بھی زمین میں بیج بویا ہے اور وہ اپنی کھیتی کی نگرانی میں غفلت نہیں کرتے اس لئے خوف و رجا میں برابری نہیں ہونی چاہئے بلکہ ان پر رجا اور امید کا غلبہ رہنا چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں غلبہ رجا کا سبب علم ہے اور علم تجربہ سے حاصل ہوتا ہے اور مذکورہ مثال میں یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ زمین اچھی اور صاف ہے بیج عمدہ ہے، ہوا صاف ہے کھیتی کو برباد کرنے والی بجلیاں اس علاقہ میں شاذونادر گرتی ہیں لیکن زیر بحث مسئلہ میں بیج کی ابھی آزمائش نہیں ہوئی کہ وہ اچھا ہے یا خراب؟ پھر وہ اجنبی زمین میں ڈالدیا گیا ہے جسکی

نگرانی ہوگی اور وہ بھی ایسے علاقہ میں واقع ہے جس میں بجلی نہ گرنے کی کوئی گیارنٹی نہیں دی جاسکتی تو ایسے کسان پر خوف کے مقابلے میں رجاء غالب نہیں آسکتی۔

زیر بحث مسئلہ میں بیج ایمان ہے اسکی عمدگی کی شرائط دقیق ہیں، زمین قلب ہے اس میں ریا، نفاق شرک جیسی خباثتیں پوشیدہ ہیں اور اس کھیتی کیلئے لذات وشہوات اور دیگر آفات مہلکات بن سکتی ہیں۔

پھر وہ کھیتی دنیا کی طرح جلدی بھی نہیں کٹتی بلکہ اس کا وقت وہ ہے جب قیامت برپا ہوگی ایسے حالات میں رجاء کا غلبہ کیسے ہوسکتا ہے اسلیئے خوف ہی کا غلبہ رہے گا کتنی ہی کوشش کی جائے رجاء غالب نہیں آسکتی حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد کہ اپنے اوپر نفاق کا خوف مومن ہی کو ہوتا ہے جیسا کہ حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے واقعات سے اشارات ملتے ہیں۔ البتہ ایک جامع بات بزرگوں اور اللہ والوں نے یہ بتائی کہ جوانی میں خوف کا غلبہ اچھا ہے اور بڑھاپے میں رجاء اور حسن ظن کا غلبہ اچھا ہے۔

چند اللہ سے ڈرنے والے

(۱) حضرت صدیق اکبرؓ جو انبیاء کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ہونے کے باوجود اور عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کے باوجود ان کے خوف کا یہ عالم تھا کہ فرماتے:

☆ کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور کھالیتے

☆ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا

☆ کاش میں کوئی پرندہ ہوتا جو کھاتا پیتا، درختوں کے سائے میں پھرتا مگر آخرت میں اس پر کوئی حساب کتاب نہیں۔

روایت عثمانی

قال عثمان رضی اللہ عنہ ان المومن فی ستة انواع من الخوف احدها من قبل للہ تعالیٰ ان یأخذ منه الایمان والثانی من قبل الحفظة ان یکتبو اعلیه ما یفتضح به یوم القیامة. والثالث من قبل الشیطان ان یبطل

عمله. والرابع من قبل ملك الموت ان يأخذه في عنفة بغتته. والخامس من قبل الدنيا ان يغير بها وتشغله عن الاخرة. والسادس من قبل الأهل والعيال ان يشتغل بهم فيشغلونه عن ذكر الله تعالىٰ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے بلاشبہ مومن خوف الٰہی کے چھ قسم کے اندیشوں میں رہتا ہے۔

(۱) پہلا خوف حق تعالیٰ کی طرف سے رکھتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پروردگار اس کا ایمان سلب کر لے۔

(۲) دوسرا خوف کراماً کاتبین محافظ فرشتوں کا رہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ کوئی ایسی بات لکھ ڈالیں جس کی وجہ سے قیامت کے دن رسوائی ہو۔

(۳) تیسرا ڈر یہ لگا رہتا ہے کہ شیطان کہیں اس کے عمل کو باطل کرنے کی سازش نہ کر ڈالے۔

(۴) چوتھا اندیشہ موت کے فرشتے کا کہ کہیں اس کو اچانک غفلت میں نہ مبتلا کر دے۔

(۵) پانچواں خوف دنیا کی جانب سے کہ کہیں وہ اس دنیا سے دھوکہ نہ کھا جائے اور کہیں آخرت کے مقابلے پر صرف دنیا ہی میں مشغول نہ کر ڈالے۔

(۶) چھٹا خوف اور اندیشہ یہ کہ اہل وعیال میں اتنا مشغول نہ ہو جائے جس کی وجہ سے اللہ کا ذکر نہ کر سکے۔

(۲) ربیعہ اسلمیؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکرؓ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انھوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گذرا، فوراً ان کو خیال ہوا، اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی مجھے کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے میں نے کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا تو کہ لو ورنہ میں حضور ﷺ سے جا کر عرض کروں گا، میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا وہ تو اٹھ کر چلے گئے بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی حضور ﷺ سے شکایت کریں میں نے

کہا تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں۔ یہ حضرت ابو بکرؓ صدیق ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا پیارا رسول ﷺ مجھ سے خفا ہو جائے گا اور انکی خفگی سے اللہ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے، اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوے اور قصہ عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہئے۔ البتہ یوں کہو کہ ابو بکر اللہ تمہیں معاف فرمادیں۔

آج ہم سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ آخرت میں حساب کتاب بھی ہو گا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں مومن کا خوف اس وقت تک دور نہیں ہوسکتا جب تک وہ پلصراط کو اپنے پیچھے نہ چھوڑ دے۔

خوف کی دو قسمیں

(۱) خوف تقلیدی (۲) خوف تحقیقی

اسکو ایک مثال سے سمجھئے ایک بچہ کسی مکاں میں موجود ہے اچانک اس مکان میں کوئی درندہ یا سانپ گھس آتا ہے ہوسکتا ہے وہ بچہ اس سانپ سے خوف نہ کھائے اس کو پکڑنے کی کوشش کرے لیکن اگر اس کے ساتھ اسکا باپ بھی ہو اور عقل وخرد سے محروم نہ ہو اور وہ سانپ کو دیکھ کر ڈرے یا بھاگنے کی کوشش کرے تو بچہ بھی اسکی تقلید میں بھاگے گا اور باپ کی کیفیت حالت بے چینی کو دیکھ کر اس پر بھی خوف چھا جائے گا اب دیکھئے ایک خوف باپ کا ہے اور ایک بچہ کا ہے۔

باپ سانپ کی کیفیت اور خاصیت سے واقف ہے اور اس کے زہریلے اثرات کا علم رکھتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ درندہ اچانک حملہ کرتا ہے اور اپنے شکار کو بے رحمی سے ہلاک کر دیتا ہے اور ایک خوف بے شعور بچہ کا ہے اسے سانپ یا درندہ کا کوئی علم نہیں وہ یہ نہیں جانتا کہ سانپ زہریلا ہے نہ وہ یہ جانتا ہے کہ درندہ چیر پھاڑ کر ہلاک کر دیتا ہے وہ صرف باپ کی حرکات وسکنات پر نظر رکھتا ہے۔ جسطرح باپ ڈر کر بھاگتا ہے اسی طرح وہ بچہ بھی سانپ یا درندہ سے ڈرنے لگتا ہے۔

جس طرح اس خوف کی دو قسمیں ہیں اسی طرح باری تعالیٰ سے خوف کی بھی دو صورتیں ہیں ایک اس کے عذاب کے خوف سے دوسرے اسکی ذات کا خوف۔ دوسری قسم کا خوف ان لوگوں کو ہوتا ہے جو اصحاب القلوب اور اللہ کی ان جلالی صفات سے واقفیت رکھتے ہیں جو خوف اور ڈر کو مقتضی ہیں جیسے فرمایا گیا: وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ یعنی اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

اس خوف کا فائدہ یہ ہے آدمی کو نصیحت حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے جیسا کہ سورۃ اعلیٰ میں ہے سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى یعنی وہی شخص نصیحت مانتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے قرآن کی آیت بتلاتی ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ جیسی آیات قرآن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے سے ڈرنے والوں کیلئے جنت اور اسکی نعمتوں والی جزاء رکھی ہے۔

ڈرنے والوں کے حالات بے شمار ہیں۔ مثلاً:

● بعض افراد پر یہ خوف غالب ہوتا ہے کہ کہیں توبہ سے پہلے ہی نہ مرجائیں۔
● بعض لوگوں کو توبہ شکنی کا خوف رہتا ہے۔ ● بعض لوگ اسلئے ڈرتے ہیں کہ قلب کی رقت سختی سے نہ بدل جائے۔ ● بعض لوگ پائے استقامت میں لغزش سے حوف کھاتے ہیں۔ ● بعض لوگ اسلئے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ اتباعِ شہوات میں اپنی عادات کے اسیر نہ ہوجائیں۔ ● بعض لوگ غیر اللہ میں مشغول ہونے کا خوف کھاتے ہیں۔ اس قسم کے اور بہت سے حالات ہیں جن سے اللہ کی معرفت رکھنے والے اللہ سے ڈرتے ہیں۔

چند اہم واقعات

حضرت عمرؓ کے ایک غلام اسلمؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ کے قریب ایک گاؤں حرہ کی طرف جارہا تھا ایک جگہ آگ جلتی ہوئی جنگل میں نظر آئی حضرت عمرؓ نے فرمایا شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہوجانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا باہر ہی ٹھہر گیا چلو اسکی خیر خبر لیں رات کو حفاظت کا انتظام کرنے وہاں پہونچے تو دیکھا ایک

عورت ہے اس کے چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور ایک دیگچی چولھے پر رکھی ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے نیچے آگ جل رہی ہے انھوں نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لے کر اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں عورت نے کہا بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں دریافت فرمایا اس دیگچی میں کیا ہے عورت نے کہا پانی بھر کر بہلانے کیلئے آگ پر رکھ دی ہے کہ ذرا ان کو تسلی ہو جائے اور سو جائیں امیر المومنین عمرؓ کا اور میرا اللہ کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے بھلا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے کہنے لگی وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر نہیں رکھتے، اسلمؓ کہتے ہیں عمرؓ مجھے ساتھ لیکر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال سے کچھ آٹا، کھجوریں اور کپڑے، دراھم وغیرہ لے کر بھر لیا اور فرمایا میری کمر پر رکھ دے میں نے عرض کیا کہ میں لے چلوں گا آپ نے فرمایا کہ نہیں میری کمر پر رکھ دے دو تین مرتبہ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا کیا قیامت میں بھی میرے بوجھ کو تو ہی اٹھائے گا اس کو میں ہی اٹھاؤں گا اس لئے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہوگا میں نے مجبور ہو کر بوری کو آپکی کمر پر رکھ دیا آپ نہایت تیزی کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا وہاں پہونچ کر اس دیگچی میں آٹا کھجوریں وغیرہ ڈالدیں اور اسکو جلانا شروع کیا اور چولھے میں خود ہی پھونکنا شروع کیا، اسلمؓ کہتے ہیں کہ آپکی گنجان داڑھی سے دھواں نکلتا ہوا میں دیکھتا رہا حتی کہ حریرہ سا تیار ہو گیا اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے نکال کر انکو کھلایا اور وہ خوب سیر ہو کر ہنسی کھیل میں مشغول ہو گئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے ان کے حوالے کر دیا وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم تھے اس کے مستحق کہ بجائے حضرت عمرؓ کے تم ہی خلیفہ بنائے جاتے حضرت عمرؓ نے انکو تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤ گی۔ حضرت عمرؓ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر انکو ہنستے ہوئے بھی دیکھ لوں۔

صبح کی نماز میں اکثر سورۃ کہف، طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی صفوں تک آواز جاتی۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے، بیمار ہو جاتے یہ ہے اللہ کا خوف اس شخص کا جس کے نام سے بڑے بڑے نامور بادشاہ ڈرتے کانپتے تھے آج بھی اتنا زمانہ گذرنے کے بعد بھی ان کا دبدبہ مانا ہوا ہے کیا حاکم یا امیر اپنی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے؟

حضرت ابوالحسینؒ نابینا فرماتے تھے کہ سعادت کی علامت یہ ہے کہ بندے کو شقاوت کا خوف ہو۔ حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں خوف خدا کیلئے اکل حلال شرط ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں جس شخص کے دل سے خوف اٹھ جاتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ مومن ایسا نہیں ہے جسکی آنکھ سے خوف خدا سے آنسو ٹپکے خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو پھر اللہ اسے دوزخ پر حرام نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام آٹھ برس کے تھے جب بیت المقدس میں گئے وہاں انہوں نے عابدین کو دیکھا وہ بال اور اُون کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ان میں بھی جو اعلی درجہ کے عابد ہیں انھوں نے زنجیروں کے ذریعہ اپنے جسموں کو بیت المقدس کے ستونوں سے باندھ رکھا ہے حضرت یحیٰی عبادت اور مجاہدے کے یہ مناظر دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھے جب وہ اپنے والدین کے پاس لوٹنے لگے تو راستے میں انھیں بہت سے بچے مختلف کھیلوں میں مشغول نظر آئے ان بچوں نے انھیں بھی اپنے ساتھ کھیلنے کی دعوت دی لیکن انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوا ہوں اس کے بعد آپ اپنے والدین کے پاس پہونچے اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں بالوں کا لباس بنا کر دیں۔ ماں باپ نے انکی مرضی کے مطابق لباس تیار کر دیا یہ لباس پہن کر آپ بیت المقدس تشریف لے آ[illegible] کو جسکی خدمت کرتے رات وہیں بسر کرتے ہیں اسی حالت میں آپ نے پندرہ برس گذار دئے اسکے بعد آپ وہاں سے نکلے اور پہاڑوں اور گھاٹیوں میں رہنے لگے انکے والدین انہیں

ڈھونڈ نے نکلے کافی جستجو کے بعد وہ اُردن کے کنارے اس حال میں ملے کہ اپنے دو پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے۔ اور پیاس کی شدت سے پریشان تھے لیکن پانی پی نہیں رہے تھے اور کہہ رہے تھے قسم ہے تیری عزت وعظمت کی میں اسوقت تک ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تیرے نزدیک میرا مقام کیا ہے؟ آپ کے والدین کے پاس جو کی ایک روٹی تھی انھوں نے زور دیا کہ وہ روٹی کھالیں اور پانی پئیں انھوں نے اپنے والدین کی خواہش کا احترام کیا روٹی کھائی اور ٹھنڈا پانی پیا۔ اور بعد میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اس کے بعد ان کے والدین انھیں بیت المقدس سے گھر لے آئے انھوں نے اپنے گھر پر عبادت شروع کردی، اسقدر روتے کہ شجر بھی رونے لگتے ان کے رونے کو دیکھ کر حضرت زکریاؑ بھی رونے لگتے یہاں تک کہ بیہوش ہو جاتے حضرت یحییٰؑ کے رونے کی کثرت کو بتلایا گیا کہ روتے روتے ان کے آنسوؤں کی حرارت سے آپ کے دونوں رخساروں کا گوشت جل گیا تھا۔

ایک دن حضرت زکریاؑ نے کہا اے بیٹے! میں نے تو اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ تجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے جب کہ تو روتا ہی رہتا ہے انھوں نے عرض کیا ابا جان مجھے حضرت جبرئیلؑ نے یہ خبر دی ہیکہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے اسے وہی شخص عبور کرسکتا ہے جو بہت زیادہ رونے والا ہو تو فرمایا ایسی بات ہے تو پھر رونا چاہئے۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ بیمار پڑے تو ان کا قارورہ ایک طبیب کو دکھلایا گیا طبیب نے کہا اس شخص کا جگر خوف کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اس کے بعد انکی نبض دکھلائی گئیں طبیب نے نبض دیکھ کر کہا اس جیسا شخص ملت اسلامیہ میں مجھے نہیں ملا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ مجھ پر خوف کا دروازہ کھول دیجئے، اس دعا کے بعد میرے دل میں اسقدر خوف پیدا ہوا کہ مجھے اپنی عقل میں فتور پیدا ہونے کا اندیشہ ہوگیا۔ اسکے بعد میں نے یہ دعا کی اے اللہ مجھے اتنا خوف دیجئے جو میری طاقت سے باہر نہ ہو تب جا کر کہیں میری حالت درست ہوئی دل میں سکون پیدا ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک باندی کمرے میں داخل ہوئی ان کو سلام کیا اور اس جگہ جا کر نماز کی نیت باندھی جو نماز کیلئے مخصوص تھی۔ پھر سوگئی اچانک خواب کی حالت میں رونے لگی جب بیدار ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اسوقت عجیب خواب دیکھا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دریافت کیا وہ کیا خواب ہے باندی نے عرض کیا میں نے دیکھا دوزخ بھڑک رہی ہے اور پھر ایک پل لایا گیا اور دوزخ کے اوپر رکھا گیا حضرت عمرؒ نے فرمایا اوہ! باندی نے عرض کیا اسکے بعد عبدالملک بن مروان لایا گیا اور اسے اس پل کے اوپر سے گذرا گیا وہ ابھی اس پر چند قدم ہی چلنے پایا تھا کہ پل الٹ گیا اور جہنم میں گر پڑا۔

حضرت عمرؒ نے اک آہ بھری اور پوچھا پھر کیا ہوا باندی نے عرض کیا کہ پھر ولید بن عبدالملک کو لایا گیا اور اسے اس پل کے اوپر سے گذارا گیا ابھی چند ہی قدم چل پایا تھا کہ پل ٹیڑھا ہو گیا وہ بھی جہنم میں گر گیا حضرت نے پھر ایک آہ سرد لی اور دریافت کیا پھر کیا ہوا باندی نے اپنا خواب جاری رکھا کہ پھر سلیمان بن عبدالملک کو لایا گیا وہ بھی زیادہ دور نہ چل پایا تھا کہ گر پڑا حضرت نے دریافت کیا پھر کیا ہوا باندی نے عرض کیا کہ پھر امیر المومنین آپ کو لایا گیا ابھی وہ باندی اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ چیخ اٹھے اور شدت غم کے باعث بیہوش ہو گئے۔ وہ باندی ان کے پاس آئی ان کے کان میں چیخ چیخ کر کہنے لگی واللہ! امیر المومنین آپ نے میری بات پوری نہیں سنی ہے میں یہ کہہ رہی تھی کہ آپ پل پر سے گذرے اور اسے عبور کر گئے لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دیر تک ہوش میں نہیں آئے حالانکہ وہ اپنا خواب دہراتی رہی ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ دیر تک روتے رہے۔

اسی طرح معلوم نہیں کتنے ہزاروں لاکھوں صلحاء امت اولیاء امت شہداء امت اور صدیقین امت اللہ سے ڈرتے تھے، جب کہ خوف کی ضرورت ہم لوگوں کو زیادہ ہے۔ گناہوں کی کثرت ہی پر خوف کا ہونا ضروری نہیں بلکہ جس قدر علم صفائی قلب، کمال معرفت، اور قرب حق بڑھتا جاتا ہے اس حالت میں بھی ڈرتے رہنا ضروری ہے غرض اللہ کے عتاب اور قہر کو یاد کرنا اور سوچنا تحصیل کا طریقہ ہے۔

خوف الٰہی پیدا کرنے کا مراقبہ اور طریقہ

میدان قیامت موجود ہے، میزان قائم ہے اپنا مددگار کوئی نہیں ہے دشمن بہت سے ہیں حیلہ کوئی چل نہیں سکتا، زمین تانبے کی طرح کھول رہی ہے آفتاب سر پر ہے، دوزخ سامنے ہے اور ان گناہوں کا حساب ہو رہا ہے، جواب معقول بن نہیں پڑتا، جب یہ حالات پیش نظر ہونگے تو بے اختیار ہاتھ جوڑ کر حاکم کے روبرو معذرت کریں گے بے شک خطاوار ہیں کہیں ٹھکانہ نہیں ہے، اگر کچھ سہارا ہے تو صرف اللہ کے رحم کا ہے اسی کو استغفار کہتے ہیں رات کو یہ کیا کریں اور صبح اٹھ کر یاد رکھیں فلاں فلاں گناہ کئے تھے اور ان سے استغفار کیا اور گناہ نہ کرنے کا عہد اللہ سے کیا ہے سو آج وہ گناہ نہ ہونے پائیں اس سے اگر اسی دن تمام گناہ یکلخت نہ چھوٹ جائیں گے کمی تو ہو ہی جائے گی۔ غرض یہ تدبیر ایسی ہے کہ چند روز کرنے سے آدمی گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ
ضرورت، حکمت، فضیلت، حقیقت

بیعت کی حقیقت

بیعت
حقیقت، اقسام، احکام

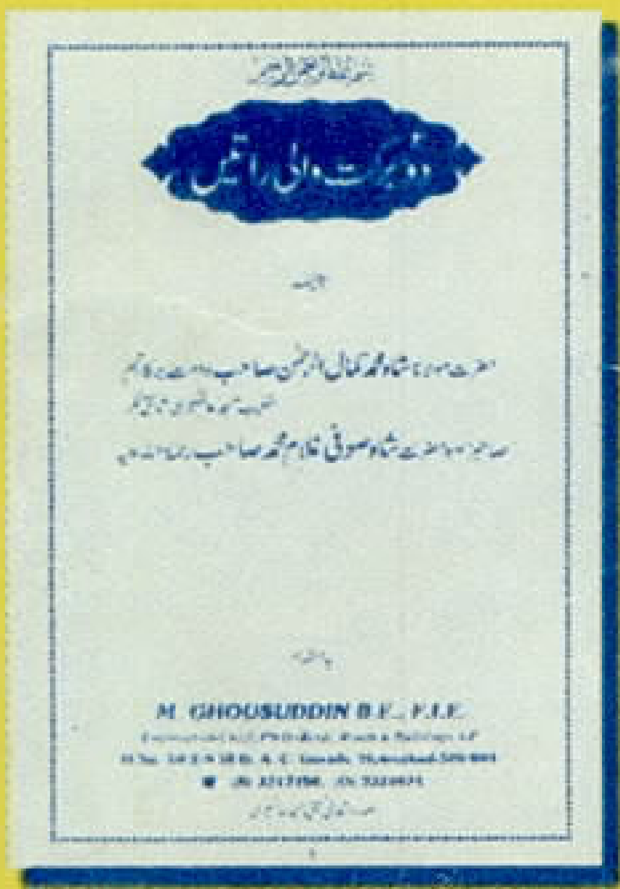
M. GHOUSUDDIN B.E., F.I.E.

ایمان
اجمال، تفصیل، تحقیق

فیضان
اسمائے حسنیٰ

حالات اور تعلیمات

ہدایت
اور
راہ اوسط

ملفوظات